7/20

هفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۵ ستمبر ۱۹۶۱ء

۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

دستِ کرم کی طاقت

آغا شاعر قزلباش

ایک دن کا ذکر ہے جو خاتمِ پیغمبراں
وعظ فرما مسجدِ نبوی میں تھے باعزّ و شاں

زیرِ منبر تھے مہاجر اور انصارِ حضورؐ،
مستفیض ہوتے تھے یکساں سامعِ نزدیک و دور

آگیا نیکی کا بھی کچھ ذکر جو دورانِ وعظ
یوں گہر افشاں ہوا وہ بلبلِ بستانِ وعظ

جب خدائے قادرِ یکتا نے روزِ اوّلیں
مثلِ فرشِ ظاہری پانی پہ پھیلائی زمیں

جنبشیں کرنے لگی آیا بناوٹ میں بگاڑ
اس لئے بہرِ سکوں قائم کئے اس پہ پہاڑ

جب فرشتوں نے یہ دیکھا تب کہا اے ذوالجلال
ان پہاڑوں سے سوا بھی ہے کسی طاقت کا حال

یوں ہوا ارشاد لوہا ان سے بڑھ کر ہے قوی
کاٹتا ہے میری قدرت سے پہاڑوں کو وہی

عرض کی اُس دم ملائک نے کہ اے ربِّ کریم
ہے کوئی شے اور بھی جو اُس کو بھی کر دے دو نیم

ربِّ اعلیٰ نے کہا ہاں آگ ہے اس سے سوا
اپنی قوّت سے جو ہر لوہے کو دیتی ہے گلا

پھر فرشتوں نے کہا صدّقت یا ربِّ ودود
آگ سے بڑھ کر بھی قوّت ہے کسی شے میں نمود

حکم فرمایا جنابِ کبریا نے پانی ہے
آگ بجھ جاتی ہے فوراً جب ذرا چھینٹا پڑے

وہ یہ بولے پانی کی طاقت ہوئی سب سے زبر
لیکن اس پر بھی کسی کو فوقیت ہے دادگر؟

دی صدا رب نے ہوا آندھی ہے اُس کی نقل میں
جو اُڑا دیتی ہے پانی کو دھوئیں کی شکل میں

یوں ہوا ارشادِ اقدس کہ ہاں وہ ہاتھ ہے
نیک بندوں میں کرم کا لفظ جس کے ساتھ ہے

ہے وہی دستِ کرم سب سے قوی یہ سُن رکھو
جو کہ دے اِس ہاتھ سے اُس ہاتھ کو ثابت نہ ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۷ — ۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۶۱ء — شمارہ ۲۰

محکمہ تعلیمات اور محکمہ جیل خانجات کا منظور شدہ

اس شمارے میں

فون ۶۷۵۴۵

ضروری گزارش

۱۔خط وکتابت کرتے وقت خریداری (چٹ نمبر) کا حوالہ ضرور دیں
۲۔منی آڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ خوشخط اور مکمل لکھیں
۳۔سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔ آپ کے رسالہ پر اگر سرخ نشان ہو۔ تو اپنا چندہ جلد روانہ کریں۔
۴۔منی آڈر اور جملہ خط وکتابت مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے نام کریں

شرح چندہ۔ سالانہ۔ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے

اداریہ

اہل اسلام کی طاقت کا راز

برطانیہ امریکی حمایت پر بھروسہ رکھتا ہے۔ بلغاریہ۔ رومانیہ وغیرہ روسی سرپرستی کو اپنا حصار سمجھتے ہیں۔ روس کو اپنے ایٹم بموں ہائڈروجن بموں اور راکٹوں پر ناز ہے۔ اور امریکہ کو اپنی عظیم جنگی تیاری کا گھمنڈ ہے۔ مسلمانوں کا نظریہ۔ تصور اور عقیدہ ساری دنیا سے نرالا ہے۔ وہ سید البشر امام الانبیاء اور خاتم العقلاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی برکت سے طاقت کے سرچشمہ تک جا پہنچے۔ انہوں نے اسباب سے زیادہ مسبب الاسباب پر تکیہ کیا۔ مخلوق سے کٹ کر (اس مخلوق کے) خالق سے تعلق جوڑ لیا کمزور رعایا کی بجائے قوی اور طاقتور بادشاہ کی حمایت حاصل کرلی۔ ان کا ایمان بس یہی تھا۔

اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ (کہ قوت و طاقت بلا شک وشبہ سب کی سب اللہ کے پاس ہے)

وہ کمال کے اس مقام پر فائز ہوچکے تھے۔ جہاں زوال کا نشان نہیں وہ جمال جہاں آرا کے پرتو سے ایسے سرشار تھے۔ کہ حُسن حقیقی سے حجاب کا ذرا سا خطرہ بھی ان کے لئے سب سے بڑا عذاب تھا۔ وہ جلال وکبریاء کی شان بے نہایت کے ملاحظہ سے ایسے مجسمہائے خوف وخشیت بن چکے تھے۔ کہ اُن کے دل ہر وقت لرزتے اور دربار عالی کی ادنیٰ سی ناراضگی ان کے لئے ہزاروں موتوں سے بدتر موت تھی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے آلاء ابدی اور نعماء سرمدی سے ایسے لذت آشنا ہوچکے تھے۔ کہ اس کے وعدہ پر وہ ہزاروں نقد جانیں قربان اور لاکھوں فانی حیاتیں ختم کرنے کے لئے بے قرار رہتے۔ ان پاک نفوس کی تربیت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمارہے تھے۔ جس کی نگرانی خود رب العزت جل وعلا فرماتے۔ کیونکہ اس قدوسی جماعت کو رحمۃ للعالمین کا نمونہ بنا کر عالمین کے سامنے پیش کرکے آخری اتمام حجت مقصود تھا۔

جہاں کوئی کمال بشری کے درجہ علیا سے ذرا نیچے ہونے لگتا۔ اللہ تعالیٰ فوراً تنبیہ فرماتے۔ اللہ کے رسول گرفت کرتے۔ یا پروردہ نبوت خلفاء راشدین اصلاح فرما دیتے۔ اس کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ ایمان میں تازگی اور عمل میں اخلاص پیدا ہو۔

پہلی مثال

جب غزوۂ حنین میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی بارہ ہزار کی تعداد پر نگاہ ڈالی جو اس سے پہلے کے تمام اجتماعات اور اسلامی عساکر کی تعداد سے زیادہ تھی۔ تو بعضوں کو یہ خیال گزرا کہ اب تو شکست کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ جس سے یہ گمان ہوسکتا تھا۔ کہ گویا انہوں نے فتح وشکست کو قلت وکثرت یا اسباب کا نتیجہ سمجھا اس پر فوراً تنبیہ ہوئی اور چند منٹوں کے لئے وہ شکست ہوئی۔ کہ سوائے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات کے کسی کے پاؤں میدان جنگ میں نہ جم سکے اس تادیب وسبق آموزی کے بعد فوراً نصرت نازل ہوئی۔ شمع محمدی کے پروانے شمع کے گرد پھر اکٹھے ہوگئے اور تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد فتح مبین ہوئی ایسی کہ اب تک اس سے پہلے کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی اور کفر کو آخری شکست کا منہ دیکھنا پڑا

اسی واقعہ کی طرف قرآن پاک نے ارشارہ فرمایا ہے۔

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا۔ (اور حنین کے دن جب کہ تم تو اپنی شرکت کی گھمنڈ میں مبتلا ہوگئے۔ تو اس کثرت نے تمہیں کچھ بھی تو فائدہ نہ دیا)

دیکھا آپ نے کہ ذرا سی غلطی پر کتنی سخت تنبیہ فرمائی۔ اور یہ ذرا سی غلطی نہ تھی۔ بلکہ اصل اصول تھا۔ اور

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی کے لئے بد دُعا نہ کرو

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی اَوْلَادِکُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی اَمْوَالِکُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰہِ سَاعَۃً یُسْاَلُ فِیْھَا عَطَاءٌ یَسْتَجِیْبُ لَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ - جابرؓ کہتے ہیں - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بد دُعا نہ کرو اپنی جانوں کے لئے اور نہ بد دُعا کرو اپنی اولاد کے لئے اور نہ بددعا کرو اپنے مال کے لئے - کیونکہ ممکن ہے - بد دعا کی ساعت اس ساعت کے موافق ہو جائے - جو قبولیت دعا کی ہے - اور تمہاری بددعا بھی قبول ہو جائے گی - (مُسلم)

دُعا عبادت ہے

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ

ترجمہ - نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا عبادت ہے - پھر آپؐ نے یہ ایت پڑھی وقال ربکم ادعونی استجب لکم اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا - (احمد - ترمذی - ابوداؤد نسائی - ابن ماجہ) سے روایت کیا ہے -

دُعا عبادت کا مغز ہے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

ترجمہ - انسؓ کہتے ہیں - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا عبادت کا مغز ہے - (ترمذی)

دُعا باعظمت ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

ترجمہ - ابوہریرۃؓ کہتے ہیں - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز باعظمت نہیں ہے - (ترمذی -
ابن ماجہ - ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے)

دُعا تقدیر کو بدل دیتی ہے

عَنْ سَلْمَانَؓ الْفَارِسِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

ترجمہ - سلمان فارسیؓ کہتے ہیں - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھیرتی تقدیر کو مگر دُعا اور نہیں زیادہ کرتی عمر کو مگر نیکی (ترمذی)

دُعا کو ضروری سمجھو

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ -

ترجمہ - ابن عمرؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دعا نفع دیتی ہے اس چیز سے اُتری یعنی بلا اور مصیبت وغیرہ اور اس چیز سے جو نہیں اتری - پس اے خدا کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم جانو -

---

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۸۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○

عرض یہ ہے - کہ ہر مجلس ذکر میں کئی احباب نئے ہوتے ہیں - اس لئے میں اُن کو خوشخبری سناتا ہوں - کہ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ اللہ تعالیٰ مجلس ذکر میں شامل ہوکر ذکر کرنے والوں کو بخش دیتا ہے - پوری حدیث گزشتہ جمعرات عرض کی تھی - کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والوں کی تلاش میں سڑکوں اور گلیوں میں گھومتے پھرتے ہیں جب کوئی مجلس ذکر پاتے ہیں - تو اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلاتے ہیں - اور اللہ کے ذکر کرنے والوں کو گھیرے میں ڈال لیتے ہیں - پھر اللہ تعالیٰ اُن سب کو بخش دیتا ہے -

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ہر جمعرات

یہاں مل کر ذکر الٰہی کرنے اور مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے۔ کہ اُس نے یہاں آنے کی توفیق دی اور اپنا ذکر کروایا۔ نیکی کرانا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور اُس کا اجر دینا بھی اُسی کا فضل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ تو انسان نیکی کے کام نہیں کرسکتا۔ دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

ہم ذکر الٰہی شروع کرنے سے پہلے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھ کر اس کا ثواب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی روح مبارک کو پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ یہ ذکر کرنے کا طریقہ انہی سے منقول ہے۔ اور ہم اُن ہی کے طریقے پر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارا خاندان قادری ہے۔ اور ہم قادری کہلاتے ہیں۔

پنکھا ہلانے والوں کو ہم سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ جتنا ہم ذکر الٰہی کرنے میں لطف محسوس کرتے ہیں۔ اس کا ثواب بھی ان ہی کو پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہمت دے۔ اور استقامت عطا فرمائے۔

اب ایک چیز عرض کرتا ہوں۔
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

ترجمہ۔ اور ہم نے جن اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یعنی انسانوں اور جنوں کے ذمہ فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے۔ اور رزق کا ٹھیکہ اللہ (تعالیٰ) نے خود لے لیا ہے۔

پارہ ۱۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

ترجمہ۔ یعنی زمین پر جو بھی میں نے پیدا کیا ہے۔ ان سب کا رزق میرے ذمہ ہے۔ سانپ۔ بلی چوہا۔ کوا۔ چیل۔ انسان۔ جن اور جو بھی جاندار چیز میں نے زمین پر پیدا کی ہے۔ سب کو رزق میں مہیا کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے صرف دو مکلف ہیں۔ اور باقی سب غیر مکلف وہ دو انسان اور جن ہیں۔ جس طرح انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض ہے۔ اس طرح جنوں کا ایمان لانا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ (سورۂ جن میں جنوں کا ایمان لانے کا ذکر ہے) حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ جن باہر جنگل میں جنوں کو تبلیغ کرانے کے لئے لے گئے۔ جس طرح انسان نیک اور بد ہیں۔ اسی طرح جن بھی نیک اور بد ہیں۔

مسئلہ یہ سمجھانا چاہتا ہوں۔ کہ انسان کے ذمہ صرف عبادت ہے۔ باقی رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ چونکہ ہم سب پر عبادت الٰہی فرض ہے۔ اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے بہانے وغیرہ نہیں بنانے چاہئیں

یعنی بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں دوکان سے فرصت نہیں ملتی۔ گاہک بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم نماز وغیرہ نہیں پڑھ سکتے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ ہمیں ملازمت سے چھٹی نہیں ملتی۔ یعنی طرح طرح کے بہانے بنائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرنے کے لئے۔ یاد رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہانوں سے کام نہیں چلے گا وہاں تو اعمال کام آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیگے کہ میں نے تو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا تھا۔ تو تم میری عبادت کو چھوڑ کر دنیا کے کاموں میں کیوں پھنس گئے۔ تو اُس وقت کیا جواب دیں گے

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر آپ کوئی بھی رزق حاصل کرنے کا طریقہ اختیار نہ کریں۔ اور اپنی ذمہ داری (اللہ کی عبادت) کو خوب اچھی طرح دیانتداری سے پوری کریں۔ تو خدا کی قسم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عزت کا رزق دے گا۔ چونکہ میرا اکثر جوانی عمر سندھ اور لاہور میں گزرا ہے اس لئے میں نے سندھ میں ایسے حضرات دیکھے ہیں۔ کہ کچھ بھی کام نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت خود بھی کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی کراتے ہیں۔ پھر اُن کے ہاں صبح وشام لنگر چلتا ہے۔ دیگیں پکتی ہیں۔ اور لوگ کھاتے ہیں۔

شیطان بہانے سکھاتا ہے۔ کہ دکاندار سے اٹھ کر نماز کے لئے جاؤ گے۔ تو گاہک واپس چلے جائیں گے۔ سن لیں رزق کا ٹھیکہ خدا تعالیٰ کے ذمہ ہے اور عبادت کا ذمہ آپ کے ذمے اس واسطے اللہ تعالیٰ کی یاد میں بہانے نہیں بنانے چاہئیں۔

مثل مشہور ہے

دانہ دانہ پر مہر لگی ہوئی ہے

جس گاہک کی جیب سے آپ کو پیسے آنے ہیں۔ وہ آپ ہی کے پاس آئیں گے۔ آپ نماز پڑھنے کے لئے آجائیں۔ نماز باجماعت ادا کریں۔ تو اگر گاہک کا سودا آپ کی دکان میں پڑا ہوا ہے۔ تو اگر آپ کی قسمت میں ہے۔ تو وہ گاہک آپ ہی کی دکان سے لے گا۔ کسی اور سے نہیں لے گا۔ اگر آپ کی قسمت میں نہیں لکھا ہے تو آپ سارا دن بیکار بیٹھے رہیں گے۔

رزق آپ کی کارکردگی پر موقوف نہیں ہے۔ کارکردگی پر اللہ تعالیٰ کی یاد نہ چھوٹنے پائے۔ تو یہ معیوب بھی نہیں ہے۔ لیکن یہ خواص کر سکتے ہیں۔ عوام نہیں کرسکتے۔ جو لوگ اللہ والوں کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ ان پر یہ رنگ چڑھتا ہے۔ کہ دنیا کے کاموں کے ساتھ عبادت الٰہی کو نہیں چھوڑتے۔ جو لوگ اللہ والوں کے ساتھ وابستہ نہیں وہ پھر دنیا میں پھنس کر عبادت الٰہی کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ پھر یہی لوگ بہانے بناتے ہیں۔ کہ ہمیں عبادت کرنے کے لئے وقت نہیں ملتا۔ گاہک بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ چھٹی نہیں ملتی۔ لیکن یہ بہانے سب بیکار اور فضول ہیں۔ ان سے کام نہیں بنے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ آپ سب کو استقامت عطا فرمائے اپنی یاد کثرت سے کرنے اور ہر جمعرات کو یہاں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ (آمین)

میں نے مکہ معظمہ میں اپنی جماعت کے لئے خاص دُعا کی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ میری جماعت کے مردوں اور عورتوں کو اپنی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین

سندھ میں ہماری طرح چار بڑے

ذکر الٰہی کے حلقے منعقد ہوتے ہیں۔ پتہ نہیں۔ کہ لوگ مل کر ذکر الٰہی کتنی جگہ کرتے ہیں۔ بہر حال چار ذکر الٰہی کے بڑے مراکز ہیں۔ مقصد سب کا اللہ تعالےٰ کی رضا اور بخشش کا تمغہ حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی بخشش فرماوے اور ہم سے راضی ہو جائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے (آمین!)

میرا بڑا لڑکا مولوی حبیب اللہ ۱۳ سال ہوگئے۔ مسجد نبوی میں درس قرآن وحدیث دیتا ہے۔ لیکن ایک پیسہ تک نہیں لیتا میری طرح وہ بھی متوکل علی اللہ ہے اللہ تعالےٰ کے دین کی خدمت کرنے کے لئے کوئی تنخواہ وغیرہ نہیں لیتا۔ حکومت اس کو تنخواہ دیتی ہے۔ لیکن وہ بالکل نہیں لیتا۔ اللہ تعالےٰ اُس کو رزق دیتا ہے۔ بات یہ سمجھانا چاہتا ہوں۔ کہ رزق کا ذمہ خدا تعالےٰ پر ہے۔ اور عبادت کا ذمہ تم پر۔ تم اللہ تعالےٰ کی عبادت کثرت سے کرو۔ اللہ تعالےٰ تم کو رزق بہت زیادہ دے گا۔ اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے بہانے نہ بناؤ۔ اپنا وقت نکالو۔ دیانتداری سے کام کرو۔ نماز باجماعت ادا کرو۔ اور ذکر الٰہی کثرت سے کرو۔ پھر دیکھو کس طرح اللہ تعالےٰ رزق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ذکر الٰہی کو قبول فرما کر ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ (آمین!)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مولانا بخاری کی رہائی

(مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ قدس سرہٗ العزیز کے تاثرات)

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خبر وفات اخبار الجمعیۃ میں پڑھی۔ اور خبر پر یقین کرنے کے لئے ذرا آنکھیں بند کیں تو تیس برس کا گزرا زمانہ آنکھوں میں پھر گیا۔ افسوس یہ کیا ہوا؛ جان کی بازی لگانے والے مجاہد ایک ایک کرکے سب رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کی قربانیوں کو زمانہ بھولتا جا رہا ہے۔ اور زمانے کی تو عادت یہی ہے۔ اور اس بھول جانے میں وہ کرسی نشین سب سے آگے ہیں۔ جن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کن سرفروش جاں بازوں کی محنت اور ایثار کا صدقہ ہے۔ اور دنیا ایسی ہی احسان فراموش ہے۔ جو رضا کار تھے۔ وہ آج بھی راضی برضا ہیں

شاہ صاحب سے راقم الحروف کو جو عقیدت تھی۔ اور ان کو حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے جو والہانہ عقیدت تھی اور حضرت مفتی اعظم کو شاہ صاحب سے جو محبت تھی۔ اس کی بنا پر مجھے براہ راست ان کے صاحبزادگان سے اظہار تعزیت کرنا چاہئے تھا۔ لیکن افسوس میرے ان سے ذاتی مراسم نہیں اس لئے حضرت مفتی اعظمؒ کے وہ اشعار جو ملتان جیل سے شاہ صاحب کی رہائی کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے۔ تعزیت مسنونہ کے طور پر بادل پُر درد و آہ سرد بذریعہ اخبار خدام الدین پیش کر رہا ہوں۔ مقتدا اور مقتدی دونوں قید فرنگ سے رہائی پانے کے بعد حیات سے بھی رہائی پا چکے ہیں۔

حفیظ الرحمان واصف

بخدمت سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ بوقت رہائی از قید فرنگ (۱۴ جنوری ۱۹۳۳ء)

چل دیئے ہو کس کو کس پر تم قفس میں چھوڑ کر
رشتۂ اخلاص کو کس بے رخی سے توڑ کر
بیڈمنٹن ساتھ کس کے کھیلیں گے پتا پریم
گوری شنکر کس کو اب کھینچیں گے باہیں موڑ کر
کس سے دل بہلائیں گے ہنس کھیل کر احمد سعید
مظہر و لدھیانوی بیٹھیں کہاں سر جوڑ کر
بادہ نوشو! لو پیٹو عیش و عشرت کی بساط
کیونکہ ساقی چل دیا جام صراحی چھوڑ کر
خیر کچھ پرواہ نہیں جاؤ خدا حافظ مگر
بھول مت جانا ہمیں غیروں سے رشتہ جوڑ کر
ہوں مبارک تم کو آزادی کے اب لیل و نہار
فتح و نصرت پاؤ تم دشمن کی گردن توڑ کر
شیر حریت کی آزادی سے ہیں تو خوش ہوا
بزدلان قوم اب بھاگیں گے میدان چھوڑ کر
جسم گو زندانِ ملتان میں ہمارے ہیں اسیر
دل مگر جاتے ہیں تیرے ساتھ سینے چھوڑ کر

نوٹ۔ ۱۴ جنوری کو صبح معلوم ہوا۔ کہ شاہ صاحب کی آج رہائی ہے۔ اور ابھی جا رہے ہیں۔ فوراً قلم برداشتہ یہ چند شعر لکھے گئے۔ محمد کفایت اللہ اسیر سیاسی اے کلاس بارک نمبر ۹ کمرہ نمبر ۲ نیو سینٹرل جیل ملتان

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۸ر ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں یہ تعلیم دی گئی ہے

کہ

اگر بالفرض ساری دنیا قرآن مجید سے بے نیاز ہو جائے تو آپ اس قرآن مجید کو چھوڑنے نہ پائیں

عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسُ

ہمیں بھی یہی حکم ہوگا۔ کہ اگر آپ کے بعد ساری دنیا قرآن مجید سے بے نیاز بھی ہو جائے۔ تو بھی تمسک بکتاب اللہ ہی رکھیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق اعلان الٰہی

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اَعْبُدُ اللّٰہَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

سورۃ یونس

رکوع ۱۱ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ کہدو۔ اے لوگو۔ اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے تو اللہ (تعالیٰ) کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ میں اللہ (تعالیٰ) کی عبادت کرتا ہوں۔ جو تمہیں وفات دیتا ہے۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ ایمانداروں میں رہوں۔

یعنی

اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں کے مسلک سے نہ ہٹوں ۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلك ومنك۔

بقیہ اعلان الٰہی

جو منجانب اللہ (تعالیٰ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوا

قولہ تعالیٰ: وَاَنْ اَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۚ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور یہ بھی کہ یک سو ہو کر دین کی طرف رخ کئے رہو۔ اور مشرکوں میں سے نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار۔ جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا۔ تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ ۭ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ۭ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے۔ تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے۔ اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ ۚ فَمَنِ اھْتَدٰی فَاِنَّمَا یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ کہدو۔ اے لوگو۔ تمہیں تمہارے رب سے حق پہنچ چکا ہے۔ پس جو کوئی راہ پر آئے۔ سو وہ اپنے بھلے کی راہ پاتا ہے۔ اور جو گمراہ رہے گا۔ اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ وَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ ۚ وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ۝

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اس پر چل۔ اور صبر کر۔ یہاں تک کہ

اللہ (تعالیٰ) فیصلہ کردے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ

انسان کو مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ (یعنی قرآن مجید سے روکنے والا کون ہے اس روکنے والے کا نام شیطان ہے چنانچہ۔

شیطان لعین کا اعلان

قرآن مجید میں مذکور ہے

وہ ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ: (فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (سورہ ص رکوع ۵ سیپارہ ۲۳)

ترجمہ۔ پس (اے اللہ) تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں البتہ سب کو گمراہ کردونگا مگر تیرے کوئی خاص بندے میری دام سے بچ جائیں گے۔ جو گمراہ نہیں ہوں گے۔

اللھم اجعلنا منھم

بارگاہ الٰہی سے اس امر کی شہادت

کہ شیطان کا انسانوں کے متعلق جو گمان تھا

وہ صحیح نکلا

قولہ تعالیٰ: (تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ○ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۳ پارہ ۹)

ترجمہ۔ یہ بستیاں ہیں۔ جن کے کچھ حالات ہم تمہیں سناتے ہیں۔ بیشک ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تھے۔ پھر اس بات پر ہرگز ایمان نہ لائے۔ جسے پہلے جھٹلا چکے تھے۔ کافروں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے۔ اور ہم نے ان کے اکثر لوگوں میں عہد کا نباہ نہیں پایا اور ان میں سے اکثر کو نافرمان پایا۔

اب بھی اگر اکثر انسانوں پر

نگاہ ڈالی جائے تو نتیجہ یہی نکلیگا

جب کہ پاکستان اور ہندوستان اور یورپ اور امریکہ اور روس اور افریقہ عربستان اور جاپان کے باشندے ایک ہی باپ (آدم علیہ السلام) اور ایک ہی ماں اسی حوا علیہا السلام کی اولاد ہیں۔ پھر ان ممالک کے باشندوں پر نگاہ اٹھا کر دیکھئے۔ کہ ان ممالک کے اکثر باشندے خدا تعالیٰ اور نبی آخر الزمان علیہ السلام (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابعدار ہیں یا نافرمان ہیں۔ تو یقیناً اسی نتیجے پر پہنچنا ہوگا۔ کہ اکثر بنی نوع انسان فاسق ہیں۔ یا کافر۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم بفضلك وکرمك

میرا خیال ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اکثریت کی طرف نہیں جانا چاہیئے

بلکہ

ان حضرات کو اللہ تعالیٰ کے فرمان (اجب الاذعان یعنی قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنانا چاہئے۔ اور قرآن مجید کی عملی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کو سامنے رکھیں۔ مثلاً دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں نماز سے کیا مراد تھی۔ اور روزہ کس طرح رکھا جاتا تھا۔ اور زکوٰۃ کتنے روپیہ میں سے کتنی نکالنی لازم تھی۔ وما علینا الا البلاغ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ اللھم اجعلنا من عبادك الصالحین آمین یا ارحم الراحمین۔

مذکور الصدر مشورہ کا

ثبوت

اللہ تعالیٰ کا قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ○ (سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ (تعالیٰ) سے ملنے) اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ (تعالیٰ) کو بہت یاد کرتا ہے۔

اللھم ارزقنا اتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ آمین یا الہ العالمین

اگر چاہتا ہے؟

- مارنا چاہتا ہے تو نفس امارہ کو مار
- فتح کرنا چاہتا ہے تو حواس خمسہ کو فتح کر
- کھانا چاہتا ہے۔ تو طیش وغضب کو کھا
- پینا چاہتا ہے۔ تو شربت غم کو پی
- پہننا چاہتا ہے تو نیکی کا لباس پہن
- دینا چاہتا ہے تو دے اور بھول جا
- لینا چاہتا ہے۔ تو نیک دعائیں لے
- جانا چاہتا ہے۔ تو مقدس مقامات پر جا
- آنا چاہتا ہے تو محتاج کی امداد کو آ
- کرنا چاہتا ہے تو گناہ اور ظلم سے توبہ کر
- بولنا چاہتا ہے تو میٹھا سخن بول
- تولنا چاہتا ہے تو بات کو تول اور ٹھیک تول
- دیکھنا چاہتا ہے تو حق اور ناحق کے فرق کو دیکھ
- سننا چاہتا ہے تو مظلوم کی پکار کو سن
- رونا چاہتا ہے تو اپنے اعمال پر رو
- پڑھنا چاہتا ہے تو قرآن مجید کو پڑھ۔
- لکھنا چاہتا ہے تو خدا کی تعریف لکھ
- مٹانا چاہتا ہے تو خودی (یعنی تکبر) اور اپنی ہستی کو مٹا
- خریدنا چاہتا ہے تو آخرت کا سودا خرید

محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

سابقہ اقوام کی بربادی

سابقہ برباد شدہ اقوام کے حالات سے ہمیں عبرت پکڑنی چاہئے۔ جن گناہوں اور لغزشوں کے باعث یہ برباد ہوکر جہنم کا ایندھن بنیں ہیں ان سے کنارہ کرنا چاہئے۔ ورنہ۔

یاد رہے

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ (المرسلٰت آیت ۱۶-۱۸ ع ۱)

ترجمہ۔ کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کر ڈالا۔ پھر ہم ان کے پیچھے دوسروں کو چلائیں گے۔ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی برتاؤ کیا کرتے ہیں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"منکرین قیامت سمجھتے تھے۔ کہ اتنی بڑی دنیا کہاں ختم ہوتی ہے۔ بھلا کون باور کرے گا۔ کہ سب آدمی بیک وقت مرجائیں گے۔ اور نسل انسانی بالکل نابود ہو جائے گی؟ یہ دوزخ اور عذاب کے ڈراوے سب فرضی اور بناوٹی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا جواب دیا۔ کہ پہلے کتنے آدمی مرچکے ہیں اور کتنی قومیں اپنے گناہوں میں تباہ کی جاچکی ہیں۔ پھر اُن کے پیچھے بھی موت و ہلاکت کا یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ جب قدیم عادت مجرموں کی نسبت معلوم ہوچکی۔ تو سمجھ لو کہ دور حاضر کے کفار کو بھی ہم ان ہی اگلوں کے پیچھے چلتا کردیں گے۔ جو ہستی الگ الگ زمانوں میں بڑے بڑے مضبوط آدمیوں کو مارسکتی ہے۔ وہ اس پر کیوں قادر نہ ہوگی کہ سب مخلوق کو ایک دم فنا کردے۔ اور تمام مجرموں کو بیک وقت عذاب کا مزہ چکھائے۔"

لہٰذا بندے کو چاہئے۔ کہ کفر کی ہلاکت کرنے والی راہ سے دور بھاگے قیامت کے دن کا ہر وقت خیال رکھے۔ مجرموں کی سی زندگی بسر نہ کرے۔ بلکہ اللہ اور رسول کے احکام کے مطابق اپنی چار روزہ زندگی گزار کر رضائے مولیٰ حاصل کرے۔ اور ہلاکت سے بچ جائے۔

کفر کی راہ

اگر ترک نہ کروگے۔ تو برباد ہو جاؤگے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ

(سورہ الانفال آیت ۳۸)

ترجمہ۔ کافروں سے کہہ دو۔ کہ اگر وہ باز آجائیں۔ تو جو کچھ گزر چکا وہ انہیں معاف کردیا جائے گا۔ اور اگر پھر وہی کریں۔ تو پہلے کافروں کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے۔

"یعنی اگر اب بھی کفر و طغیان اور عداوت اسلام سے باز آجائیں۔ اور پیغمبر علیہ السلام کی حلقہ بگوشی اختیار کریں۔ تو پہلے کفر میں جو گناہ کر چکے۔ وہ سب معاف کردیئے جائیں گے اَلْاِسْلَامُ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ۔

"یعنی جس طرح اگلے لوگ پیغمبروں کی تکذیب و عداوت سے تباہ ہوئے ان پر بھی تباہی آئے گی۔ یا یہ مطلب کہ جیسے بدر میں ان کے بھائی بندوں کو سزا دی گئی انہیں بھی سزا دی جائے گی۔"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

اب سابقہ اقوام جو برباد ہوئیں ان کے حالات پر غور کرو۔

۱۔ عادِ اولیٰ (حضرت ہود علیہ السلام) کی قوم کی ہلاکت

وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ۝

(النجم آیت ۵۰ ع ۳)

ترجمہ۔ اور یہ کہ اسی نے عادِ اولیٰ کو ہلاک کیا تھا۔

حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں سمجھایا۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (الاعراف آیت ۶۵)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں؟

مگر لیڈران قوم کا جواب یہ تھا

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (الاعراف آیت ۶۶)

ترجمہ۔ ان احمقوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی تعلیم کی قدر نہ کی اور آپ کی اس بات پر بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے۔

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الاعراف آیت ۶۷)

ترجمہ۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ بلکہ میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں

نتیجہ یہ نکلا کہ برباد ہوگئے۔

ہمیں اس واقعہ سے عبرت پکڑنی چاہئے

۲۔ قوم ثمود کی ہلاکت

وَثَمُوْدَا۟ فَمَآ اَبْقٰى ۝ (النجم آیت ۵۱)

ترجمہ۔ اور ثمود کو (ہلاک کیا) پس اسے باقی نہ چھوڑا

ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا۔ آپ نے قوم کو فرمایا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ

ترجمہ۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں

۲۔ اونٹنی جو معجزہ کے طور پر ظاہر ہوئی ہے۔ اسے نقصان نہ پہنچانا۔

۳۔ اللہ کا احسان مانو کہ قوم عاد کو تباہ کرکے تمہیں زمین میں بسایا

۴۔ زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ (الاعراف آیت ۷۳-۷۴)

لیڈران قوم کا جواب

مگر قوم کے متکبر سرداروں نے ان غریبوں کو جو ایمان لا چکے تھے۔ کہا، کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو رب نے بھیجا ہے؛ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے (اعراف آیت ۷۵)

اور معجزے کی توہین کی، اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی سرکشی کی۔ اور اس قدر دیدہ دلیر ہوگئے۔ کہ حضرت صالح علیہ السلام کو کہنے لگے "جس عذاب سے ہمیں ڈراتا تھا وہ لے آ"

نتیجہ یہ نکلا

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ (الاعراف آیت ۷۸)

ترجمہ۔ پس انہیں زلزلہ نے آپکڑا پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

ہمیں اس دردناک واقعہ سے سبق لینا چاہئے۔ اور احکام الٰہی کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرنی چاہئے

۳۔ قوم نوح علیہ السلام کی تباہی

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝

(النجم آیت ۵۲)

ترجمہ۔ اور اس سے پہلے قوم نوح کو ہلاک کیا تھا، بیشک وہ زیادہ ظالم اور سرکش تھے

حضرت نوح علیہ السلام بہت دراز عرصہ تک قوم کو رشد و ہدایت کی دعوت دیتے رہے۔ عذاب الٰہی سے ڈراتے رہے

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ (الاعراف آیت ۵۹)

مگر لیڈران قوم

نے آپ کی ایک نہ سنی۔ اور جواب دیا

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(الاعراف آیت ۶۰)

ترجمہ۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

اس تکذیب کا نتیجہ یہ نکلا

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(الاعراف آیت ۶۴)

ترجمہ۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کردیا بے شک وہ لوگ اندھے تھے

ہمیں اس واقعہ سے بھی عبرت حاصل کرکے صراط مستقیم پر گامزن ہو جانا چاہئے۔

۴۔ قوم لوط علیہ السلام کی ہلاکت

وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝ فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى ۝

ترجمہ۔ اور الٹی بستی کو اس نے دے پٹکا۔ پس اس پر وہ (تباہی) چھاگئی جو چھاگئی۔

اس قوم میں ایک سب سے بڑی خرابی جس سے لوط علیہ السلام نے روکا یہ تھی

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝

(الاعراف آیت ۸۱)

ترجمہ۔ بے شک عورتوں کو چھوڑ کر۔ مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو۔ بلکہ تم حد سے نکلنے والے ہو۔

قوم کا جواب

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝

(الاعراف آیت ۸۲)

ترجمہ۔ اور اس کی قوم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر یہی کہا۔ کہ انہیں اپنے شہر سے نکال دو۔ یہ لوگ بہت ہی پاک رہنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں (حضرت لوط علیہ السلام کو) آپ کے اہل سمیت، بچا لیا۔ گنہگار تباہ ہوگئے۔ ان پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا۔ کفر اور ناجائز شہوت رانی کی انہیں سزا دی گئی۔

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

(الاعراف آیت ۸۴)

ترجمہ۔ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا پھر دیکھئے گنہگاروں کا کیا انجام ہوا۔

ہمیں اس واقعہ سے آنکھیں کھولنی چاہئیں۔ اور سوچنا چاہئے۔ کہ ہمارے قدم کس طرف اٹھ رہے ہیں

ہمارے لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نذیر ہیں

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى

(النجم آیت ۵۶)

ترجمہ۔ یہ بھی ایک ڈرانے والا ہے۔ پہلے ڈرانے والوں میں سے۔

"یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجرموں کو اسی طرح برے انجام سے ڈرانے والے ہیں۔ جیسے اُن سے پیشرو دوسرے نبی ڈرا چکے ہیں۔ (حضرت مولانا عثمانیؒ)

اب یہ فرض ہمارے ذمے عائد ہوتا ہے۔ کہ ہم ڈر کر برائیوں سے رک جائیں۔ اور اعمال صالح بجالائیں اور سابقہ اقوام کی طرح آپؐ کی تکذیب نہ کریں۔ اور نہ ہی دین کا مضحکہ اڑائیں

تکذیب انبیاء علیہم السلام

سابقہ اقوام نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرنے کی بجائے انہیں جھٹلایا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝

(قٓ آیت ۱۲-۱۳-۱۴)

ترجمہ۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ

اور کنویں والوں نے اور ثمود نے جھٹلایا۔ اور قوم عاد اور فرعون اور قوم لوط نے اور بن والوں نے اور قوم تبع نے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا۔ تو ہمارا عذاب ثابت ہوا یعنی تکذیب انبیاء علیہم السلام کے باعث عذاب میں گرفتار ہوئے

انبیاء علیہم السلام کا مذاق اُڑانا

سابقہ اقوام نے حضرات انبیاء علیہم السلام کا مضحکہ

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُم بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ۝

(الزخرف ایت ۶-۷-۸)

ترجمہ۔ اور پہلے لوگوں میں بھی ہم نے بہت نبی بھیجے ہیں۔ اور ان کے پاس ایسا کوئی نبی نہ آتا تھا۔ کہ جس سے وہ ٹھٹھا نہ کرتے تھے۔ پھر ہم نے ان میں بڑے زور والوں کو ہلاک کردیا۔ اور پہلوں کی مثال گزر چکی ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝ (الحجر آیت ۱۱-۱۳)

ترجمہ۔ اور تجھ سے پہلے ہم پہلی قوموں میں رسول بھیج چکے ہیں۔ اور وہ بھی جب کوئی رسول ان کے پاس آتا تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے۔ اسی طرح ہم یہ ٹھٹھا ان مجرموں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔ اور یہ پہلوں کا دستور چلا آیا ہے

اب جو بدبخت سابقہ امم کی طرح یہ غلط رویہ اختیار کرے گا۔ وہ ان کی طرح برباد ہوگا۔ مسلمانوں کو خبردار رہنا چاہئے۔ قرآن کریم اور اس کی عملی شرح حدیث کے کسی حکم کی مخالفت نہ کرنی چاہئے۔ کسی حکم کا مضحکہ اڑا کر اپنی بربادی اپنے ہاتھوں سے نہ کرنی چاہئے۔ بقول حضرت مولانا عثمانیؒ "سنت اللہ یہ رہی ہے۔ کہ متمردین ہلاک و رسوا کئے جاتے رہے۔ اور انجام کار حق کا بول بالا رہا۔"

ہلاک شدہ اقوام کی روش سے باز آؤ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ (الکھف آیت ۵۴-۵۵)

ترجمہ۔ البتہ تحقیق ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر ایک مثال کو کئی طرح بیان کیا ہے اور انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے اور جب ان کے پاس ہدایت آئی تو انہیں ایمان لانے اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ انہیں پہلی امتوں کا سا معاملہ پیش آئے۔ یا عذاب ان کے سامنے آ جائے۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ صاحب فرماتے ہیں۔

"یعنی کچھ انتظار نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہوں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں۔"

ہدایت

سابقہ اقوام کی ہلاکت کے بعد بھی انسانوں کی ہدایت کا سلسلہ جاری رہا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِن بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

(القصص ایت ۴۳)

ترجمہ۔ اور ہم نے موسیٰ کو پہلی امتوں کے ہلاک کرنے کے بعد کتاب دی جو لوگوں کے لئے بینائی اور ہدایت اور رحمت تھی۔ تاکہ وہ سمجھیں۔

"یعنی تورات جو موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ بڑی فہم و بصیرت عطا کرنے والی اور مستحق رحمت بنانے والی تھی تاکہ لوگ پڑھ کر اللہ کو یاد رکھیں۔ احکام الٰہی سیکھیں۔ اور پند و نصیحت حاصل کریں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے بعد ہدایت میں تورات کا ہی درجہ ہے۔ اور آج اس کے پیروؤں نے اسے ضائع کر دیا۔ لہذا قرآن ہی اس کے ضروری علوم و ہدایت کی حفاظت کر رہا ہے۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

قرآن کریم

اللہ تعالیٰ کا آخرین کلام ہے سب انسان اور جملہ اقوام عالم کے لئے رہنما ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

(یونس آیت ۵۷)

ترجمہ۔ اے لوگو تمہارے رب سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی شفا تمہارے پاس آئی ہے۔ اور ایمانداروں کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝

(الفرقان ایت ۱)

ترجمہ۔ وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا۔ تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔

قرآن سے اعراض کا نتیجہ

اب جو قرآن کے احکام سے اعراض کریگا۔ وہ اپنے دونوں جہان میں ناکام ہوگا۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ۝

(طٰہ ایت ۱۲۴-۱۲۵)

ترجمہ۔ جو میرے ذکر سے منہ پھیریگا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے رب تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بھلا

مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری

دوزخ کے حالات

(۲)

بیان القرآن میں دُرِ منثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ پر مقررشدہ فرشتوں میں سے ہر ایک کی تمام جن و انس کے برابر قوت ہے۔

دوزخ کا غیظ وغضب میں چیخنا چلانا اور دوزخیوں کو آواز دے کر بلانا اور دوزخیوں کا تنگ جگہوں میں ڈالا جانا

سورۂ ملک میں ارشاد ہے:۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ط

(ملک ع ۱)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بُری جگہ ہے جب یہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی ایک بڑے زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتا ہوگا جیسے ابھی غصہ کی وجہ سے پھٹ پڑے گا۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ یا تو اللہ تعالےٰ اس کی ادراک (سمجھ) اور غصہ[1] پیدا کر دے گا۔ مغضوبین حق پر اس کو بھی غصہ آنے لگا اور یا مثال دے کر سمجھانا مقصود ہے کہ ایسا معلوم ہوگا جیسے دوزخ کو غصہ آ رہا ہے۔

سورہ فرقان میں ارشاد ہے:۔

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝

ترجمہ:۔ جب وہ (دوزخ) ان کو دُور سے دیکھے گی تو وہ دیکھتے ہی اس قدر غضب ناک ہو کر جوش مارے گی کہ وہ لوگ (دور ہی سے) اس کا جوش و خروش سنیں گے اور جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈال دئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے

یعنی جیسے دنیا میں کسی مصیبت کے وقت کہتے ہیں ہائے مر گئے ہائے مر گئے اسی طرح دوزخ میں پکاریں گے مگر ان کی چیخ و پکار بے فائدہ ثابت ہوگی۔ اگرچہ دوزخ بہت بڑی جگہ ہے لیکن عذاب کے لئے دوزخیوں کو تنگ جگہوں میں رکھا جائے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح دیوار میں کیل گاڑی جاتی ہے اسی طرح دوزخیوں کو دوزخ میں ٹھونسا جائے گا۔ (ابن کثیر)

سورۂ معارج میں ہے:۔

تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝ (پ ۲۹)

ترجمہ:۔ دوزخ اس شخص کو (خود) بلائے گی جس نے (دنیا میں حق سے) پیٹھ پھیری ہوگی۔ اور (اطاعت سے) بے رُخی کی ہوگی اور (مال) جمع کیا ہوگا۔ پھر اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا۔

اس آیت میں مال جمع کرنے والوں کا ذکر ہے۔ حضرت قتادہؓ اس کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ جو شخص مال جمع کرنے میں حلال وحرام کا خیال نہ رکھے اور فرمانِ خداوندی کے باوجود خرچ نہ کرے اس آیت میں ایسا شخص مراد ہے۔ حضرت عبداللہ بن حکیم اس آیت کی وجہ سے کبھی تھیلی کا منہ ہی بند نہ کرتے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ اے ابن آدم! تُو خدا کی وعید سنتا ہے اور پھر بھی مال سمیٹتا ہے۔

دوزخ کے سانپ اور بچھو

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک دوزخ میں بڑی لمبی گردنوں والے اونٹوں کی گردنوں کے برابر سانپ ہیں (جن کے زہریلے مادے کی حقیقت یہ ہے کہ ایک بار جب ان میں سے ایک سانپ ڈسے گا تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا)۔ (پھر فرمایا کہ) اور بیشک دوزخ میں پالان سے لدے ہوئے خچروں کی طرح بچھو ہیں (جن کے زہریلے مادے کی حقیقت یہ ہے کہ) ایک بار جب ان میں سے ایک بچھو ڈنک مارے گا تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا۔ (احمد)

قرآن شریف میں ہے:۔

زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ۝ (نحل ع ۱۲)

ترجمہ:۔ ہم ان کے لئے عذاب پر عذاب بڑھا دیں گے اس شرارت کے بدلے جو وہ کرتے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ آگ کے عام عذاب کے علاوہ ان کے لئے یہ عذاب بڑھا دیا جائے گا کہ ان پر بچھو مسلّط کئے جائیں گے جن کے نوکیلے (بڑے دانت) لمبی لمبی کھجوروں کے برابر ہوں گے (ترغیب وترہیب)

دوزخیوں کی تعداد

مسلم شریف کی ایک طویل روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوبارہ صُور پھونکے جانے کے بعد لوگ اچانک اُٹھ کھڑے ہو کر دیکھتے ہونگے۔ اس کے بعد پکارا جائے گا کہ اے لوگو! چلو اپنے رب کی طرف، اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو ٹھیراؤ۔ ان سے سوال ہوگا۔ اس وقت ارشاد (ربانی) ہوگا کہ دوزخ والے علیحدہ کر دو۔ اللہ جل شانہٗ سے عرض کیا جائے گا

[1] بہت سی روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اور جنت کی اللہ پاک سمجھ دیں گے۔ ۱۲

کہ کتنے انسانوں میں سے کتنے دوزخی نکالے جائیں گے۔ ارشاد عالی ہوگا کہ ہر ہزار میں سے ۹۹۹ دوزخی نکالو۔ یہ فرما کر آنحضرت سیّد عالم صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہوگا۔ جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

دوزخ میں اکثر عورتیں ہوں گی

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں نظر ڈالی تو اکثر بے پیسے والے دیکھے اور میں نے دوزخ میں نظر ڈالی۔ تو اکثر عورتیں دیکھیں۔ مشکوٰۃ شریف)

دوزخیوں کی صورت

سورۃ یونس میں فرمایا:۔
وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۤءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ج كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ط

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے بُرے کام کئے ان کی بدی کی سزا اُس کی برائی کے برابر ملے گی اور ان پر ذلت چھا جائے گی۔ اور ان کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ (ان کی بدصورتی کا یہ عالم ہوگا کہ) گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دئے گئے ہیں۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کے چہرے انتہائی سیاہ ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر دوزخیوں میں سے کوئی شخص دنیا کی طرف نکال دیا جائے تو اس کی وحشی صورت کے منظر اور بدبو کی وجہ سے دنیا والے ضرور مر جائیں۔ اس کے بعد حضرت بہت روئے۔ (ترغیب و ترہیب)

سورۃ مومنون میں ہے:۔
تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ (پ ۱۸)

ترجمہ:۔ آگ اُن کے چہروں کو جھلستی ہوگی اور اس میں ان کے منہ بگڑے ہوئے ہوں گے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کالحون کی تفسیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دوزخی کو آگ جلائے گی جس کی وجہ سے اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑ کر بیچ سر تک پہنچ جائے گا۔ اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک آ جائے گا۔ (ترمذی)

دوزخیوں کے آنسو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہؓ سے فرمایا۔ اے لوگو! روؤ اور رو نہ سکو تو رونے کی صورت بناؤ کیونکہ دوزخی دوزخ میں اتنا روئیں گے کہ اُن کے آنسو اُن کے چہروں پر نالیاں سی بنا دیں گے روتے روتے آنسو نکلنے بند ہو جائیں گے۔ تو خون بہنے لگے گا۔ جس کی وجہ سے آنکھیں زخمی ہو جائیں گی (الحاصل آنسو اور خون کی اتنی کثرت ہوگی کہ) اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی چلنے لگیں۔ (مشکوٰۃ)

دوزخیوں کی زبان

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک کافر اپنی زبان ایک فرسخ اور دو فرسخ تک کھینچ کر باہر نکال دے گا جس پر لوگ چل کر جائیں گے (ترغیب و ترہیب) ایک فرسخ ۳ میل کا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کافر کی زبان اتنی لمبی ہو جائے گی۔

روس اور امریکہ سے
جنگ کی گفتگو نہ کرو
یوں قیامت کی آرزو نہ کرو
تم سے انسانیت یہ کہتی ہے
ارزاں انسان کا لہو نہ کرو

دوزخیوں کے جسم

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں کافر کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کا حصہ تین دن کے راستے کے برابر لمبا ہوگا جب کہ کوئی تیز رفتار سوار چل کر جائے اور کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کے راستے کے برابر ہوگی۔ (مسلم شریف)

ترمذی شریف کی ایک روایت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کی داڑھ قیامت کے دن اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اور اس کی ران بیضا پہاڑ کے برابر ہوگی اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کے راستے کے برابر لمبی چوڑی ہوگی۔ جتنی دور مدینہ سے ربذہ (گاؤں) ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخی کے بیٹھنے کی جگہ اتنی لمبی ہوگی جتنا مکہ اور مدینہ کے درمیان فاصلہ ہے۔ (ایضاً)

بعض روایات میں ہے کہ کافر کی کھال کی موٹائی ۴۲ ہاتھ ہوگی اور مسلم شریف کی روایت میں گذر چکا ہے کہ تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ مگر یہ کوئی قابل اشکال بات نہیں ہے کیونکہ مختلف کافروں کو مختلف سزائیں ہوں گی۔ کسی کو کم کسی کو زیادہ۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے بعض شخص دوزخ میں اتنے بڑے کر دئے جائیں گے کہ ایک ہی شخص دوزخ کے پورے ایک کونے کو بھر دے گا۔ (ترغیب و ترہیب) حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کیا تم جانتے ہو دوزخ کتنی چوڑی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا۔ ہاں خدا کی قسم تم نہیں جانتے۔ بیشک دوزخی کے کان کی لو اور مونڈھے کے درمیان ستر سال چلنے کا راستہ ہوگا جس میں خون اور پیپ کے نالے جاری ہونگے (ترغیب و ترہیب)

از حضرت مولینا اصغر حسین صاحب

کسب حلال

۱۔ خداوند جل علیٰ شانہ نے اہل اسلام کو نہایت محبت اور عزت کے لقب سے پکار کر حکم فرمایا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ ۔ یعنی اے ایمان والو تم اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کیا کرو ۔ اس ارشاد کی تعمیل اسی وقت ہوسکتی ہے کہ انسان کسب حلال میں مشغول ہوکر اپنی ضروریات و صدقات و خیرات کے لئے مال حاصل کرے

۲۔ خدائے تعالےٰ اپنا احسان ظاہر فرماتے ہیں ۔ اور ارشاد کرتے ہیں کہ جَعَلْنَا النَّھَارَ مَعَاشًا ۔ ہم نے دن کو سامان معیشت بنایا) اور فرمایا کہ جَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۔ یعنی ہم نے زمین میں تمہارے لئے اسباب معیشت مہیا کئے ۔ معلوم ہوا کہ کسب معاش بڑی نعمت ہے ۔ اور محروم رہنا اس سے نہایت بدنصیبی ہے ۔

۳۔ خدا تعالیٰ کا حکم ہے ۔ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ یعنی جب نماز سے فراغت پاؤ ۔ تو زمین میں پھیل جاؤ ۔ اور طلب کرو ۔ فضل خداوندی کو یعنی تجارت و کسب معاش میں مصروف ہو جاؤ ۔

۴۔ جناب سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ کَسْبُ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ یعنی کمانا حلال کا فرض ہے ۔ بعد ایمان کے جو سب سے مقدم فرض ہے

۵۔ حدیث میں ارشاد ہے ۔ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ طالب معاش کا فکر و تردد ہی ان کا کفارہ اور باعث مغفرت ہوسکتا ہے ۔ اور کوئی چیز ان کو معاف نہیں کرا سکتی معلوم ہوا کہ کسب حلال اعلیٰ درجہ کی عبادت اور نیکی ہے جو دوسرے گناہوں کا کفارہ ہوسکتی ہے ۔ اور انکو محو کرا دیتی ہے

۶ حدیث شریف میں وارد ہے ۔ کہ امانت دار اور سچا تاجر قیامت میں شہیدوں اور صدیقوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا (ترمذی) اس لئے بعض اولیاء اللہ چھوٹی چھوٹی تجارتیں اختیار کر لیتے ۔ اور ان کو نہایت ایمانداری سے چلاتے تھے ۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ کہ سب سے زیادہ حلال روزی جو آدمی کھاوے ۔ وہ اس کی کمائی ہے اور ہر ایک خرید و فروخت جس میں کوئی خرابی (دھوکہ و فریب) نہ ہو ۔ اور فرمایا کہ سب سے زیادہ حلال جو بندہ کھاوے وہ کاریگر کے ہاتھ کی کمائی ہے ۔ بشرطیکہ کاریگر اپنے مالک و آقا کی کی خیر خواہی کرے ۔ یعنی جس کا کام کرتا ہے ۔ اس کا بھی نقصان نہ ہونے دے اور مفت کی اجرت نہ لے ۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ ایک روایت میں آیا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ پیشے والے مومن کو محبوب رکھتا ہے طبرانی نے روایت کیا ہے ۔ جو شخص طلب حلال میں تھک کر شام کرے رات کو اس کے گناہ بخشے جائیں گے اور صبح کو اللہ تعالیٰ اس سے خوشنود ہوں گے ۔ ان روایات سے پیشے و تجارت محنت و مزدوری کی نہایت فضیلت معلوم ہوئی ۔ اور معلوم ہوا کہ دوسروں کے عطایا اور نذرانے پر نظر رکھ کر بیٹھ جانا اور اس کو توکل کہنا بہت غلطی ہے ۔ اور ایسی افضل و اعلیٰ چیز کو چھوڑ کر کیمیا اور دست غیب کے پیچھے پڑنا نادانی ہے سچا توکل یہی ہے کہ محنت و مشقت کرے اور حق تعالیٰ پر نظر رکھے کیونکہ اس کے حکم کے محنت و مشقت سے کچھ نہیں ملتا ۔ اَجْمِلُوْا فِی الطلب وتوکلوا علیہ روایت ۔ انصار میں سے ایک شخص حضور کے مال میں سے مانگنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں ۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں ایک کمبل ہے ۔ جس کو اوڑھتے اور بچھاتے ہیں ۔ اور ایک پیالہ ہے ۔ جس میں ہم سب پانی پیتے ہیں ۔ آپ نے ان کو بھیج کر وہ دونوں چیزیں اپنے پاس منگائیں اور دست مبارک میں لے کر فرمایا کہ ان دونوں کو کوئی خریدتا ہے ۔ ایک شخص نے عرض کیا ۔ میں ایک درم کو لیتا ہوں ۔ آپ نے دو تین مرتبہ فرمایا کہ کوئی ایک درم سے زیادہ دیتا ہے ۔ دوسرے شخص نے عرض کیا ۔ کہ میں دو درم کو خریدتا ہوں ۔ آپ نے دونوں چیزیں ان کو دے دیں اور دو درم لے کر انصاری کو دئے ۔ اور فرمایا کہ ایک درم کا غلہ خرید کر اپنے گھر والوں کو دے آؤ ۔ اور دوسرے درم سے کلہاڑی کا لوہا میرے پاس لاؤ ۔ جب وہ لائے تو آپ نے دست مبارک سے اس میں دستہ ڈال دیا اور فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں کاٹ کر بیچو ۔ اور پندرہ روز تک اسی کام میں لگے رہنا یہاں مت آنا پندرہ روز کے بعد وہ دس درم کما کر لائے ۔ جن میں سے کچھ کپڑا اور غلہ خرید کیا ۔ آپ نے فرمایا کہ اس طرح مشقت کرکے کھانا ۔ اس سے بہتر ہے ۔ کہ تم قیامت کے روز اپنی پیشانی پر گداگری کا داغ لے کر آتے اس حدیث سے کسب حلال کی ایسی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی ۔ جو بیان سے باہر ہے ۔ گویا کسب حلال کا ثواب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت کے ثواب و درجہ سے بھی بڑھا ہوا تھا ۔ یہی تو وجہ تھی ۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے شفیق و مہربان نے پندرہ روز تک فیض صحبت حاصل کرنے کی اجازت نہ دی ۔ اور کسب حلال میں لگا دیا اگر اس میں فضیلت نہ ہوتی ۔ تو کیوں آپ ان کے حق میں محرومی صحبت کو پندرہ روز تک پسند فرماتے اولیاء اللہ کی ایک ساعت کی صحبت صدہا سال کی خالص عبادت کا افضل

ہونا مشہور ہے ۔ تو خود حضور افضل الرسل کی صحبت ایک ساعت تو معلوم نہیں کتنے ہزار برس کی عبادت سے افضل ہوگی ۔ لیکن حضور نے کسب حلال کو اس سے بھی مقدم کرکے دکھلا دیا کہ یہ بھی عبادت بے ریا سے بدرجہا افضل ہے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ چند فقراء صحابہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے سوا باقی تمام صحابہ اپنے اپنے کام میں لگے رہتے بڑے بڑے مہاجرین و انصار کوئی کھیت میں رہتا ۔ کوئی بازار میں رہتا ۔ خاص اوقات میں حاضر خدمت شریف ہوتے تھے ۔ اس لئے کہ وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے جان گئے تھے ۔ کہ کسب حلال و پرورش عیال صحبت با برکت سے بھی مقدم و اہم ہے ۔ ورنہ وہ عاشقان جاں نثار ایک دم کے لئے بھی حضوری جمال باکمال سے جدا ہونا پسند نہ کرتے اور نہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے ایسے شرف سے بہرہ اندوز ہونے کی تقصیر کو پسند کرتے ۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ۔ کہ تم کو یہ نہ چاہئے کہ طلب رزق میں سستی کرو ۔ اور یوں کہو کہ یا خدا رزق بھیج اس لئے کہ تم جانتے ہو ۔ کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا ۔ ابو قلابہؓ نے ایک شخص سے فرمایا ۔ کہ میں تم کو اگر طلب معاش میں مصروف دیکھوں تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے ۔ کہ تم کو مسجد کے گوشہ میں دیکھوں ۔ امام احمدؒ سے کسی نے پوچھا ۔ کہ آپ ایسے شخص کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں جو مسجد میں یا اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہے ۔ کہ میں کچھ کام نہ کروں گا ۔ میری روزی میرے پاس خود بخود پہنچ جائے گی ۔ امام احمدؒ نے فرمایا کہ وہ شخص علم سے بے خبر ہے ابراہیم نخعیؒ سے کسی نے پوچھا ۔ کہ سچا سوداگر آپ کو زیادہ پسند ہے یا وہ شخص کہ عبادت کے فکر میں سب کام چھوڑ بیٹھتا ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ کہ میرے نزدیک سچا سوداگر زیادہ محبوب ہے ۔ اس لئے کہ وہ شخص شیطان کے ساتھ جہاد کر رہا ہے ۔ کبھی اس کو ناپنے میں دھوکا

۴۴

۴۴

دینا چاہتا ہے ۔ کبھی تولنے میں کبھی لینے میں کبھی دینے میں ۔ کہتے ہیں کہ امام اوزاعی ابراہیم ادہمؒ سے ملے ۔ اور دیکھا کہ سر پر لکڑیوں کا بوجھ لا رہے ہیں ۔ کہا کہ اے ابراہیم اتنی مشقت کیوں کرتے ہو ۔ تمہاری خدمت کے لئے دوسرے لوگ کافی ہیں ۔ جواب دیا کہ اے اوزاعی اس بارے میں مجھ سے حجت نہ کرو اس لئے کہ میں نے سنا ہے ۔ کہ جو شخص طلب حلال میں ذلت اختیار کرتا ہے ۔ اس کے لئے جنت واجب ہوگی ۔

روایت ۔ داؤد علیہ السلام کی عادت تھی ۔ کہ راستے اور جنگل وغیرہ میں جاکر ناواقف و شناس لوگوں سے دریافت کیا کرتے تھے ۔ کہ داؤد کی نسبت خیال کیا ہے ۔ اچھا ہے یا بُرا ہے نیک ہے یا بد ہے ۔ کوئی عیب اس میں ہے ۔ یا نہیں ۔ غرض یہ تھی ۔ کہ اپنے عیوب سنکر اصلاح کریں ۔ ہمیشہ سب لوگ تعریف کیا کرتے تھے ۔ ایک روز اللہ

۴۴

۴۴

تعالیٰ نے فرشتے کو بصورت بشر بھیجا سڑک پر داؤد علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ۔ آپ نے نا آشنا سمجھ حسب عادت دریافت کیا فرشتے نے کہا ۔ کہ آدمی تو بہت اچھا ہے ۔ لیکن یہ نقصان ہے کہ بیت المال سے روزی کھاتا ہے ۔ اُس روز سے داؤد علیہ السلام نے بیت المال سے روزینہ لینا قطعًا بند کردیا ۔ اور تلاش روزی میں متفکر ہوئے ۔ اللہ تعالےٰ نے لوہا اُن کے ہاتھوں میں مثل موم کے نرم کردیا ۔ اور زرہ بنانا سکھلایا ۔ آپ اسی کی اُجرت و محنت کی کمائی کھانے لگے ۔ چنانچہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ کہ آدمی کی سب سے اچھی خوراک اس کا ہاتھ کا کام ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے ۔ صحابہؓ اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب تجارت اور پیشے اور محنت کرتے تھے کیمیا اور دست غیب کے جھگڑے میں کوئی مبتلا نہ تھا ۔

مولانا مطیع الرحمٰن المفتاحی مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین چمپانگر ۔ بھاگلپور (بہار)

شمائل و خصائل خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

قامت زیبا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے نہ پست قد تھے قامت مبارک درمیانہ تھا مگر شان امتیازی یہ تھی کہ سب سے بلند معلوم ہوتے تھے ۔

زلف مبارک

نہ زیادہ پیچدار نہ بالکل سیدھی کسی قدر شکن لئے ہوئے گھونگریالی ۔

جسم اطہر و چہرۂ انور

جسم اطہر چھریرا تھا پُر گوشت مگر بھاری نہیں چہرۂ انور کسی قدر گولائی لئے ہوتے ۔ چمک میں چاند کے مانند بلکہ اس سے بھی فزوں تر ۔ جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں حمراء میں ملبوس دیکھا میں کبھی چاند کو دیکھتا کبھی رُخ انور پر نظر ڈالتا ۔ بالآخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ چاند سے بھی زیادہ حسین ہیں ۔ جملہ احادیث میں چہرۂ انور کی چمک دمک کو چاند کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے گویا کہ وہ نورانی تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ جب براء ابن عازب سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا ۔ فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح تلوار اجسام صیقلہ میں سے ہے جس کی چمک کدورت سے خالی نہیں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اس کدورت سے بھی منزہ تھا ۔ اس روایت کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چہرۂ انور لانبا نہیں تھا ۔ بلکہ گولائی لئے ہوئے تھا ۔

رنگ و کیفیت اعضاء

بدن کا رنگ سفید سرخی مائل تھا

آنکھیں سیاہ و سرگیں تھیں ۔ پلکیں دراز ، ابرو پیوستہ تھے ۔ مونڈھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی تھیں ۔ دندان مبارک بہت پیوستہ نہ تھے تکلم فرماتے تو معلوم ہوتا کہ دانتوں کے درمیان سے نور نکل رہا ہے ۔ گردن اونچی ، سر بڑا ، سینہ کشادہ اور فراخ تھا ۔ سینہ مبارک میں ناف تک بالوں کی ہلکی سی لکیر تھی ۔ شانوں اور کلائیوں پر بال تھے ۔ ہتھیلیاں پُرگوشت تھیں ۔ ایڑیاں ہلکی ۔ تلوے ستواں ایسے ابھرے ہوئے کہ نیچے سے پانی نکل جاتا تھا ۔ پشت پا ایسی صاف کہ پانی کا قطرہ بھی پڑتا تو ڈھلک جاتا تھا ۔

مُہرِ نبوّت

دونوں شانہائے مبارک کے درمیان کبوتر کے انڈے یا بیج بند کی گھنڈی کے برابر تھی جس پر کچھ بال بھی تھے ۔

گفتگو ، رفتار اور خندہ و تبسم

رفتار تیز ہوتی تھی چلتے وقت قدم قوت سے پڑتا ، نگاہیں نیچی رہتی تھیں ۔ جیسے نشیب میں اترتے وقت نگاہ نیچی رہتی ہے ۔ گفتگو شیریں اور دلآویز ہوتی تھی ۔ بے ضرورت کچھ نہ بولتے ۔ گفتگو ٹھہر ٹھہر کر اعتدال سے ہوتی کہ سننے والا سن لیتا اور خوب سمجھ لیتا ۔ زیادہ ضروری بات کو مکرر سہ کرر بھی ارشاد فرما دیتے ۔ پیشانی کشادہ اور چہرہ مبارک پر تبسم رہتا مگر قہقہہ یا کھلکھلا کر ہنسنے کی عادت نہیں تھی ۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ ایسی طرح ہنستے کہ نواجذ (کچلیاں جو داڑھوں کے پاس ہوتی ہیں) نظر آنے لگتیں ۔ تو عجیب بات یہ ہے کہ یہ ہنسی بھی نرالی تھی ۔ ہم کو دنیا کی باتوں میں لطف آتا ہے اور دنیا ہی کی کسی بات پر ہم قہقہہ لگاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کی ہنسی جنت اور آخرت کے واقعات پر آئی ۔ ایک گنہگار کس طرح لیچڑ بن کر پروانہ مغفرت حاصل کرے گا ۔ اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ اس طرح کھل کر ہنسے ۔ کچھ علماء کا ارشاد یہ بھی ہے کہ یہاں آپ کی ہنسی کے متعلق کسی قدر مبالغہ سے کام لیا گیا ہے ۔

لباس

کسی خاص لباس کا التزام نہ فرمایا ۔ عموماً چادر ، کرتہ ، تہبند استعمال کرتے تھے ۔ پاجامہ پہننا ثابت نہیں ہے ۔ ٹوپی سر مبارک سے لگی ہوتی تھی ۔ اس پر عمامہ باندھتے تھے ۔ آپ نے فرمایا ہم میں اور مشرکین میں ایک امتیاز یہ ہے کہ وہ بلا ٹوپی عمامہ باندھتے ہیں اور ہم ٹوپی پر باندھتے ہیں ۔ یمنی دھاری دار چادر پسند کرتے تھے ۔ خفین کا استعمال ثابت ہے ۔ لیکن عام عادت نہ تھی ۔ کرتہ بہت پسند تھا ۔ کپڑے کے رنگوں میں سفید رنگ خود بھی بہت پسند کرتے تھے اور سفید لباس اختیار کرنے کی ترغیب بھی دیتے ۔ سمرہ بن جندب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید لباس پہنو ۔ کیونکہ وہ اطہر و طیب ہے ۔

نعلین و انگشتری

نعلین مبارک اس طرز کے تھے جیسے آج کل چپل مستعمل ہیں یعنی صرف تلے ہوتے تھے ۔ جن میں تسمے لگے ہوتے تھے ۔ سبتی نعل جس میں بال نہیں ہوتے تھے ۔ اسے استعمال فرماتے تھے ۔ ابتداءً انگوٹھی استعمال نہیں کرتے تھے ۔ مگر جب آپ نے کسریٰ ، قیصر و نجاشی کے پاس خطوط بھیجنے چاہے تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ لوگ بغیر مہر کے کوئی خط قبول نہیں کرتے تو آپ نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا نقش تین سطروں میں محمد رسول اللہ تھا ۔ اسے دائیں ہاتھ میں استعمال بھی فرماتے تھے ۔ وصال کے بعد وہ انگوٹھی حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہی پھر حضرت عمرؓ اور عثمان رضوان اللہ علیہم کے پاس ۔ خلافت حضرت عثمانؓ کے چھٹے سال وہ انگوٹھی کنوئیں میں گر گئی ۔ پھر بہت کوشش کی ۔ مگر نہیں مل سکی ۔ اس کے بعد سے مشاجرات شروع ہو گئے جس کا سلسلہ آج تک ختم نہیں ہوا ۔

طریقہ طعام

ہمیشہ دائیں ہاتھ سے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے اور آپ نے اس کی ترغیب بھی کی ہے کہ کھانا بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اور اپنے قریب سے کھاؤ ۔ کھانے سے فارغ ہو کر برتن اور انگلیوں کو چاٹ کر صاف کرتے ۔ کبھی کسی کھانے کی برائی نہیں کرتے تھے پسند آتا کھا لیتے ورنہ خاموشی سے چھوڑ دیتے تھے سرکہ ، حلوہ ، شہد ، حیس ، بکری کی اگلی دست ، ثرید اور کدو آپ کو بہت پسند تھا جس کھانے میں کدو ہوتا تھا اسے تلاش کر کے بڑی رغبت سے نوش فرماتے ۔ زندگی میں کبھی چپاتی نصیب نہیں ہوئی ۔ ایک دن میں دو مرتبہ گوشت روٹی یا دو دن مسلسل جو کی روٹی بھی میسر نہیں آئی ۔ کھانا اونچی جگہ پر رکھ کر کبھی نہیں کھایا نہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں ۔ کیونکہ یہ فخر و مباہات کی علامت ہے ۔ البتہ دسترخوان پر کھانا ثابت ہے ۔ فواکہ میں ککڑی ، تربوز ، کھجور کے ساتھ استعمال فرماتے تھے ۔ ٹھنڈا میٹھا پانی مرغوب تھا ۔ آب زمزم کھڑے ہو کر پیتے تھے ۔ پانی تین سانس میں پیتے ۔ اور فرماتے کہ معدہ کے لئے یہی مناسب اور مفید تر ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر تین مرتبہ میں پانی پئے کھجور ، انگور وغیرہ کا نبیذ استعمال فرماتے تھے یعنی اسے بھگو دیا جاتا تھا ۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کا پانی نوش فرماتے ۔

استعمال خوشبو

آپ کو خوشبو بہت پسند تھی کوئی ہدیۃً بھیج دیتا تو رد نہ فرماتے ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی کسی کو خوشبو پیش کرے تو وہ واپس نہ کرے کیونکہ خوشبو جنت سے نکلی ہوئی ہے ۔

معمولات صوم وصلوٰۃ

آپ کی عبادات سے حضرت عائشہؓ بہت واقف تھیں ۔ وہ فرماتی

ہیں کہ جب سورۂ مزمل کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں تو اس قدر عبادت کرتے تھے کہ پائے مبارک متورم ہو جاتے ان آیات میں قیام لیل کا حکم تھا اور وہ ابتداءً فرض تھا۔ ایک سال کے بعد جب بعد کی آیتیں نازل ہوئیں تو اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ لیکن نفل اب بھی باقی ہے۔ شمائل ترمذی میں مغیرہ بن شعبہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی نمازیں ادا فرماتے کہ آپؐ کے دونوں پاؤں ورم کر جاتے تھے۔ آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ کیوں اتنی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپؐ کے اگلے اور پچھلے سارے گناہوں کی مغفرت فرما دی ہے۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا میں خدا کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

رات کی عبادات کا مختلف معمول رہا ہے کبھی تیرہ کبھی گیارہ اور کبھی نو رکعات پڑھتے تھے۔ اس کے سوا بھی آپ کا معمول ثابت ہے۔ کبھی معین تعداد پر مداومت نہیں فرمائی۔ اگر کسی رات نماز نہ پڑھ سکتے تو اس کا بدلہ دن میں پورا فرماتے۔ (یعنی چاشت کے وقت زیادہ رکعتیں پڑھتے) رات کی تیرہ رکعات میں کبھی تو چھ رکعتیں لمبی لمبی پڑھتے۔ اس کے بعد علی الترتیب ہلکی کرتے جاتے۔ ہر پچھلی دو رکعت پہلے سے ہلکی اور مختصر ہوتی۔

چاشت کی نماز کبھی چار رکعت کبھی اس سے زائد ادا فرماتے۔ مداومت ثابت نہیں۔ مسلسل چند ایام ادا فرماتے پھر چند دن تک موقوف کر دیتے تھے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسلسل چاشت کی نماز پڑھنے لگتے تو ہمارا خیال ہوتا کہ اب کبھی ترک نہیں کریں گے اور جب کئی دنوں تک چھوڑ دیتے تو یہ گمان ہوتا کہ شاید اب آئندہ پڑھنے کا ارادہ نہیں ہے۔

عہد نبوت کی عبادات میں نفلی روزہ کا بھی ایک اہم باب ہے کثرت سے روزہ رکھتے بعض احادیث میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہفتہ بلکہ ہفتہ میں دو دن سے کم نہ کرتے۔ مقدار کثرت کو حضرت عائشہ رضؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ روزے رکھنے لگتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ اب ہمیشہ روزے ہی رکھتے رہیں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوشنبہ اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں اس لئے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش کئے جائیں کہ میں روزے سے رہوں

آپ صوم وصال بھی رکھتے تھے یعنی دن بھر روزہ رکھا شام کو بغیر افطار کئے کل پھر روزہ رکھ لیا۔ مگر یہ آپؐ کا مخصوص عمل تھا۔ امت کو آپؐ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

مولانا محمد منظور نعمانی

اِترا کر نہ چل

اور تواضع رکھ

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝ (سورہ لقمان ع ۲)

ترجمہ۔ اور اپنے گال نہ پھلا لوگوں کے لئے (یعنی ان کے ساتھ غرور کے ساتھ پیش نہ آؤ) اور زمین پر اتراتا ہوا اور اکڑ کے نہ چل اللہ تعالیٰ کسی متکبر اور مغرور کو پسند نہیں کرتا اور اپنی رفتار میں اعتدال پیدا کر اور اپنی آواز نیچی رکھ۔ (یعنی شکبروں کی طرح گرج کر نہ بولا کر) آوازوں میں سب سے بری گدھوں کی آواز ہے۔

بلا شبہ ان آیتوں میں تواضع کا نہایت ہی جامع اور بڑا ہی مؤثر درس ہے فهل من مدكر، قرآن مجید میں تواضع کی تاکید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خاص کو مخاطب بنا کے بھی کی گئی ہے۔ تاکہ سمجھ لیا جائے۔ کہ دنیا میں کسی کو خواہ کتنی ہی بڑائی اور عظمت حاصل ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اللہ کے بندوں کے ساتھ تواضع اور فروتنی سے پیش آئے۔ اور ان کے سامنے اپنی بڑائی کا مظاہرہ نہ کرے۔ دنیا میں فضیلت وعظمت میں سب سے بلند مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ تاہم قرآن مجید میں آپ کی ذات پاک کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝

(حجر ع ۲)

ترجمہ۔ اور اپنے بازو نیچے کرو ایمان والے بندوں کے لئے۔ (یعنی ان کے ساتھ تواضع کا برتاؤ کرو)

بقیہ صفحہ ۳ سے آگے

فتح و نصرت کا اصلی معیار۔

دوسری مثال

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ احد میں پچاس تیر انداز اپنے عقب میں پہاڑی پر متعین فرما کر ان کو حکم دیا دیا تھا۔ کہ نتیجہ جنگ کچھ بھی ہو۔ تم یہاں سے نہ ٹلنا۔ مگر جب مسلمانوں کو فتح ہوئی تو تیر اندازوں نے جنگ ختم سمجھ کر مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے یا اتر کر دشمنو کا تعاقب کیا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر غنیم نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اور آگے سے بھاگنے والے بھی پلٹ گئے۔ تیروں کی بارش کی تاب نہ لا کر مسلمان منتشر ہوگئے۔ اگرچہ میدان جنگ سے پہلے قریش ہی واپس ہوئے۔ مگر مسلمانوں کو بڑا نقصان اٹھانا پڑا ستر صحابہ شہید ہوگئے۔ اس تکلیف کو اللہ تعالیٰ نے رسول کی نافرمانی کا نتیجہ قرار دیا حالانکہ وہاں نافرمانی کی نیت نہیں تھی۔ صرف غلط فہمی تھی۔ مگر اس پاک جماعت سے اتنی غلطی بھی ناقابل برداشت تھی چنانچہ ان کی اتنی سخت تادیب کی گئی۔

تیسری مثال

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے بڑی فتوحات عنایت فرمائیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین میدان جنگ میں ایک فرمان کے ذریعہ ایسے شیر کو معزول فرما دیا۔ جس کو خود نبوت کی زبان فیض ترجمان نے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا خطاب دیا تھا۔ لوگوں نے باتیں تو بہت لکھی ہیں۔ مگر اصل حقیقت اور صحیح بات وہ ہے۔ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمائی کہ میں نے تم کو کسی غبن یا غداری کی وجہ معزول نہیں کیا۔ بلکہ لوگ تم پر بھروسہ کرنے لگ گئے تھے (سبحان اللہ و بحمدہ)

آپ سمجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد کوئی نبی بننے والا ہوتا۔ تو عمر ہوتے کیا شان ہے۔ ایک طرف اس پاک زمانہ میں صحابہ اور تابعین کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہونا کہ فتوحات حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری کی وجہ سے ہو رہی ہیں کتنا اصلاح طلب تھا۔ حضرت عمرؓ نے پھر سے سب کی نگاہیں اللہ تعالیٰ کی طرف موڑ دیں۔ اور ساتھ ہی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریفوں سے ان کے نفس پر برا اثر پڑنے کا خطرہ تھا وہ بھی دور فرما دیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس خندہ پیشانی سے اس حکم کو منظور اور اصلاح کو قبول فرمایا اور اس کے بعد ماتحت سپاہی کی طرح جنگی خدمات انجام دینے لگے۔

مسلمانوں کا یہ فلسفہ فتح و نصرت کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ جب ہم اپنی جان بادشاہ کے ہاتھ بیچ کر فوج میں بھرتی ہو جاتے ہیں۔ ہم اسی کے حکم اور اسی کی مصلحت کے لئے لڑتے اور اسی کی کمک پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور بادشاہ بھی اپنے اس خدائی لشکر کی امداد کے لئے اپنی تمام تر قوت و طاقت جنگ میں جھونک دیتا ہے۔ اگر ہمارا یہی تعلق بادشاہوں کے بادشاہ سے ہو جائے۔ اور ہم اس کے پاک رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایات کی روشنی میں اس کے فرمانبردار سپاہی بن کر اس کا نام بلند کرنے لگیں۔ اور بھروسہ بھی اسی پر رکھیں ناممکن ہے۔ کہ سب سے بڑا غیور خدا ہمیں اپنی فتح و نصرت سے محروم رکھے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اسباب و ذرائع سے کنارہ کش ہو جائیں۔ جنگ کی تیاری تو حتی المقدور فرض ہے۔ مگر مقصد دین ہو۔ اسلام کی پابندی اور اسلام ہی کی سربلندی مطمح نظر ہو۔ آج اگر ہم کمزور ہیں۔ تو اس کی وجہ خود ہمارے اعمال اور ہماری نیتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ فقط

آج ہی آسان ہو جاتی ہیں ساری مشکلیں
علم والوں کا عمل بھی ہو اگر قرآن پر
ایک دن بام ہمالہ پر بھی چمکے گا وہ نور
جس کے جلوے جگمگاتے تھے کبھی فاران پر

بقیہ۔ رحمۃ العالمین ص ۱۹

دربار رسالت میں بے یار و مددگار کھڑا ہے، کوئی آسرا نہیں۔ اسے چاروں طرف مایوسی کے عمیق غار نظر آ رہے ہیں۔ ابوسفیان کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ لوگ بھی کھڑے تھے۔ جنہوں نے کامل تیرہ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور ان کے متبعین پر وہ مظالم ڈھائے کہ الامان۔ ظلم کے ترکش میں کوئی ایسا تیر نہ تھا جس کو انہوں نے آزمایا نہ ہو۔ وہ بھی تھے۔ جنہوں نے جان نثاران اسلام کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر اوپر وزنی پتھر رکھے تھے اور ننھے اور کمزور مسلمانوں کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا تھا۔ وہ بھی تھے۔ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس عزیز وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا تھا۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کی ۵۳ بہاریں دیکھی تھیں۔ بچپن، جوانی، شادی اور نبوت سب کچھ وہیں پایا تھا۔ لیکن ان سب چیزوں کے باوجود ایک چیز ان سب پر حاوی تھی وہ کیا تھا؟ "عفو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)"

آپ نے فرمایا "تم کو معلوم ہے کہ میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہوں۔ سب پکار اٹھے "اخ کریم و ابن اخ کریم" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" یعنی آج کے دن تمہیں کوئی پرسش نہیں ہے۔

ذرا غور کیجئے کہ موجودہ زمانہ کے فاتحین کا تاجدار مدینہؐ سے مقابلہ کیا جائے تو انسان بے اختیار اور دل حیران رہ جاتا ہے کہ آج کل کے جو فاتح اپنے مفتوحہ علاقوں میں خون کی ہولی کھیل رہے ہیں مثلاً الجزائر، افریقی ممالک یا مقبوضہ کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی اور ہوتا تو مکہ کے گھر گھر کو ماتم کدہ بنا دیتا۔ اور ایک متنفس بھی زندہ نہ چھوڑتا۔ بس موازنہ کیجئے اور رحمۃ العالمین کی شفقت و محبت اور رحم و کرم کی داد دیجئے۔

بچوں کا صفحہ

رحمۃ العالمین

محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل

یوں تو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر واقعہ خلقِ عظیم کا مظہر ہے۔ مگر میں صرف مندرجہ ذیل واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور مقصد یہی ہے کہ رحمۃ العالمین کے میلاد کے موقعہ پر اس تحریر کو اپنے لئے باعثِ سعادت اور نجات سمجھتا ہوں۔ جب اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا اور ان کے مظالم حد سے بڑھ گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ کبھی راہ راست پر نہیں آئیں گے۔ تو آپؐ نے باہر کے دیہات اور قصبات میں تبلیغ کرنی چاہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے باہر طائف نامی ایک سرسبز و شاداب مقام پر تشریف لے گئے۔ قبیلہ بنو ثقیف کے لوگ اس زرخیز خطہ میں آباد تھے۔ بڑے بڑے امراء اور ارباب اثر وہاں رہتے تھے۔ عمیر کا خاندان رئیس القبائل تھا آپؐ ان سے ملے۔ ان کے جواب نہایت عبرت انگیز تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہا۔ صرف اسی پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ بازاری غنڈوں کو ابھارا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی اڑائیں۔ شہر کے غنڈے ہر طرف سے ٹوٹ پڑے یہ مجمع دو رویہ صف باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ جب آپؐ ادھر سے گذرتے تو پاؤں پر پتھر مارنے شروع کر دیتے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی جوتیاں لہو سے بھر گئیں جب آپؐ زخموں سے چُور چُور ہو کر بیٹھ جاتے تو ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کر دیتے جب آپؐ چلتے تو پھر پتھر مارتے، تالیاں بجاتے اور قہقہے لگاتے تھے۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش ہو کر گر پڑے۔ آپؐ کے غلام حضرت زیدؓ بھی اس سفر میں آپؐ کے ساتھ تھے۔ اتنے میں ملک الجبال آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ حکم دیں تو یہ پہاڑ ان لوگوں پر مسلط کر دوں تاکہ یہ تباہ و برباد ہو جائیں۔ مگر آپؐ نہ مانے۔ حضرت زیدؓ نے بھی عرض کی کہ ان کے لئے بددعا کریں۔ مگر آپؐ نے فرمایا کہ خدائے بزرگ و برتر نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے نہ کہ زحمت۔ اور دعا کی "اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ" اور فرمایا کہ یہ نہیں تو ان کی آئندہ نسلیں سنور جائینگی

فتح مکّہ

جب قریش نے حدیبیہ کا عہدنامہ ٹوٹ جانے کا اعلان کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار قدسیوں کے ہمراہ مکہ معظمہ کی تیاری شروع کی۔ اور مکّہ سے ایک میل دور مرالظہران کے مقام پر پہنچ کر قیام فرمایا جب قریش کو علم ہوا تو تحقیق کے لئے ابو سفیان، حکیم بن حزام (حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے) اور بدیل بن وقار کو بھیجا۔ دربان دستے نے ابوسفیان کو دیکھ لیا اور پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہربار میں پیش کر دیا۔ اب ابوسفیان کے تمام کارنامے اس کے سامنے تھے۔ ابوسفیان وہ مغرور شخص تھا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو دُکھ دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ مدینہ پر بار بار حملہ کیا تھا۔ بنو خزاعہ پر تلوار چلائی تھی۔ اس کی مغرور گردن دولت اور سرداری کے گھمنڈ میں ہمیشہ اکڑی رہتی تھی۔ یہ اُس بیوی (ہندہ) کا شوہر تھا جس نے آپؐ کے محترم چچا امیر حمزہؓ کا خون پیا تھا اور کچا جگر چبایا تھا۔ غرضیکہ اس کی زندگی کا اوّلین مقصد شمع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بجھانا تھا۔ اب ان میں سے ہر چیز اس کے قتل کا مطالبہ کرتی ہے جس کی سزا آئین و دستور کے مطابق بھی قتل کے سوا کچھ نہ تھی اب وُہ

(باقی صہ ۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور بجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C-۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء